بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم: جمعہ

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۵۹/۲۴ | ۱۱ شوال ۱۳۹۰ھ - ۱۱ فتح ۱۳۴۹ ہش - ۱۱ دسمبر ۱۹۷۰ء | نمبر ۲۸۲

اخبار احمدیہ

- ربوہ ۱۰ فتح۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمد للہ۔ حضور کی حرم محترمہ حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے، ثم الحمد للہ۔

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی صحت و عافیت کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

- ربوہ ۱۰ فتح۔ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ کل شدید سردرد کی تکلیف رہی۔ آج صبح بھی طبیعت سردرد کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضرت سیدہ مدظلہا کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے اور آپ کی عمر میں بہت برکت ڈالے۔

آمین اللّٰھم آمین

ولادت

- مکرم کیپٹن زاہد علیم احمد صاحب حیدرآباد کو خدا تعالیٰ نے ۶ اور ۷ دسمبر مطابق اتوار اور پیر کی درمیانی شب بوقت صبح تین بجے فضلِ عمر ہسپتال ربوہ میں پہلی بیٹی عطا فرمائی ہے نومولودہ مکرم چوہدری صلاح الدین احمد صاحب مشیر قانونی صدر انجمن احمدیہ کی نواسی اور محترم کرنل حبیب احمد صاحب مرحوم کی پوتی ہے۔ حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بچی کا نام امۃ الودود تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صالحہ، نیک بخت، خادمہ دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ اللّٰھم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

ضروری اعلان برائے طلباء و ممبرانِ سٹاف تعلیم الاسلام کالج ربوہ

تعلیم الاسلام کالج کے تمام احمدی طلبہ و احمدی ممبران سٹاف اپنی جلسہ سالانہ کی ڈیوٹی کے لئے ۲۲ دسمبر کو ٹھیک صبح ۹ بجے کالج میں تشریف لے آئیں۔ طلباء کی حاضری لی جائے گی اور ضروری ہدایات دی جائیں گی ممبران سٹاف کی ایک ضروری میٹنگ ہو گی تمام والدین سے بھی درخواست ہے کہ وہ اپنے بچوں کو بروقت ربوہ بھجوا دیں تا وہ اس لازمی حاضری میں شامل ہو سکیں۔

(پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اطاعت ایک بڑا مشکل امر ہے صحابہ کرامؓ کی اطاعت دراصل اطاعت تھی

جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اِس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے

" اطاعت ایک بڑا مشکل امر ہے صحابہ کرامؓ کی اطاعت اطاعت تھی کہ جب ایک دفعہ مال کی ضرورت پڑی تو حضرت عمرؓ اپنے مال کا نصف لے آئے اور ابوبکرؓ اپنے گھر کا مال و متاع فروخت کر کے جس قدر رقم ہو سکی وہ لے آئے۔ پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے سوال کیا کہ تم گھر میں کیا چھوڑ آئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نصف۔ پھر ابوبکرؓ سے دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کا رسولؐ گھر چھوڑ آیا ہوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قدر تمہارے مالوں میں فرق ہے اسی قدر تمہارے اعمال میں فرق ہے۔

کیا اطاعت ایک سہل امر ہے۔ جو شخص پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا وہ اِس سلسلہ کو بدنام کرتا ہے۔ حکم ایک نہیں ہوتا بلکہ حکم تو بہت ہیں۔ جس طرح بہشت کے کئی دروازے ہیں کہ کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اور کوئی کسی سے داخل ہوتا ہے اسی طرح دوزخ کے کئی دروازے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم ایک دروازہ تو دوزخ کا بند کرو اور دوسرا کھلا رکھو...... پس خوب یاد رکھو جس طرح دُنیا میں ایک عام قانونِ قدرتِ خدا کا ہے کہ تُرَبُد اگر ہندو کھائے تو اُسے بھی دست آئیں گے اور اگر مسلمان کھائے تو اسے بھی دست آئیں گے۔ اسی طرح آفتاب مہتاب کی روشنی سے ہر ایک قوم مشترکہ فائدہ اُٹھاتی ہے۔ اور ایک خاص قانون ہے جو مومنین کے ساتھ برتا جاتا ہے وہ بہت لذیذ اور شیریں ہے اور بہت سے پھلوں سے بھرا ہوا ہے اور ان پھلوں کے درمیان شیرہ بھرا ہوا ہے نہ کہ نشتر۔

ہر ایک کو واجب ہے کہ خوب سمجھے اور اپنے بھائی کو سمجھاوے اور گھر میں عورتوں کو سمجھاوے۔ حاضر غائب کو بتلاوے۔ دھوکا کھانے والے بہت ہوں گے کیونکہ ابتدائی حالت ہے۔ اسم نویسی کرا کر کوئی خیال نہ کرے کہ صرف اتنے ہی فعل سے وہ خدا کی حفاظت میں آگیا ۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۷۴، ۷۵)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۱ فتح ۱۳۴۹ ہش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی نظام کا امتیازی اصول

اسلامی نظام میں تقویٰ بنیاد ہے۔ یہی چیز ہے جو اسلامی نظام کو دوسرے انسانی بنائے ہوئے نظاموں سے الگ کرتی ہے۔ اسلام انسانی معاشرہ کو فطرت کے مطابق بنانا چاہتا ہے اور اس میں جو اونچ نیچ مصنوعی طریقوں سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو ہموار کرنا چاہتا ہے۔ جو عادات افراط و تفریط کی حامل ہیں ان میں اعتدال پیدا کرتا ہے اور تمام انسانوں میں ایک طرح کی یکسانی اور ہمواری کو تقویت دیتا ہے جس سے نہ صرف باہم اخوت اور محبت کی بنیادیں مستحکم ہوتی ہیں بلکہ دولت مندوں اور غرباء کے درمیان جو خلیج حائل ہے وہ بھی ختم ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ علامہ اقبال مرحوم نے بھی فرمایا ہے ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہوگئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

اسلام آقا اور غلام کے درمیان بھی جو امتیاز بود وباش کا ہے ختم کر دیتا ہے۔ لباس اور کھانے میں بھی یکسانی پیدا کرتا ہے۔ اسلام یہ کوئی انوکھی بات پیش نہیں کرتا بلکہ دنیا کے تمام نہیں تو اکثر مخلص اور بڑے بڑے لیڈر ایسے امتیازات کو درمیان سے ہٹا دیتے ہیں۔ اگرچہ اس کی بہترین مثالیں صحابہ کرامؓ میں پائی جاتی ہیں تاہم غیر مسلم ہی نہیں بلکہ یہ ایک واقعہ ہے کہ لینن جو روس میں کمیونزم کا بابا آدم سمجھا جاتا ہے ایک ایسا لیڈر تھا جو نہایت سادہ زندگی گزارتا تھا اور اس کی ہدایت تھی کہ اس کو کھانے کے لئے کوئی ایسی نعمت نہ دی جائے جو ادنیٰ سپاہی کو میسر نہ ہو۔

اس کے باوجود کہ دنیا کے بڑے بڑے لیڈر سادہ زندگی گزارتے ہیں لیکن صحابہ کرامؓ کا نمونہ اور ان کی تقلید میں اکثر مسلمانوں نے دنیا کے سامنے جو سادہ زندگی کا نمونہ پیش کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی کی بنیاد تقویٰ پر رکھی تھی۔ اس کے برخلاف آجکل کی مغربی تحریکیں جن میں اشتراکیت بھی شامل ہے مادیات کی بنیاد پر چلائی جاتی ہیں۔ ان میں تقویٰ کا سوال نہیں ہوتا اسلئے وہ صحیح نظام پیدا نہیں کر سکتیں۔ ذیل میں ہم بولشوزم اور اسلامی طریق کے فرق کو سمجھنے کے لئے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تقریر "نظامِ نَو" سے ایک مختصر اقتباس پیش کرتے ہیں :-

"جو چیزیں ضروریاتِ زندگی میں سے نہیں بلکہ تعیّش کے سامانوں میں سے ہیں۔ اسلام نے اُن کو مٹا کر غرباء اور امراء میں مساوات قائم کی ہے اور ظاہر ہے کہ یکساں تعیّش کے سامان پیدا کرنے والی حکومتیں ہمسایوں کو لُوٹنے سے باز نہیں رہ سکتیں لیکن یکساں سادگی پیدا کرنے والی حکومتیں دوسروں کو لُوٹنے کی جگہ اپنے امراء کو سادہ زندگی کی طرف لانے کی کوشش کریں گی۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ سادہ زندگی کو محدود کرنا آسان ہے لیکن تعیّش کو محدود کرنا بہت مشکل ہے۔ پس اسلامی تعلیم یقیناً عقلی طور پر کامیابی کے زیادہ قریب ہے اور اس طرح اسلام تھوڑے سے روپیہ سے کام لیکر غرباء کی بےچینی دُور کرنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ غرض آجکل کی حکومتیں سمجھتی ہیں کہ آرام کے معنے یہ ہیں کہ تعیّش کے سامان غریبوں کو دینا۔ اور اسلام کہتا ہے کہ آرام کے معنے یہ ہیں کہ ضرورت کے سامان غریبوں کو دینا اور تعیّش کے سامان امیروں غریبوں سب سے چھیننا۔ پس جتنے روپیہ سے عیسائیت دنیا کو آرام پہنچا سکے گی اس سے بہت کم روپیہ سے اسلام دنیا کو آرام پہنچا سکے گا۔ چنانچہ اسلام میں مردوں کے لئے ریشم پہننا منع ہے۔ اسی طرح گھروں میں استعمال کے لئے چاندی سونے کے برتن رکھنا ناجائز ہے۔ بڑی بڑی عمارتیں بلاوجہ اور بلاضرورت بنانا منع ہے۔ اسی طرح عورتوں کیلئے زیادہ زیور بنانے اسلام نے منع کر دیئے ہیں۔ شراب سے روک دیا ہے۔ جُوئے کو حرام قرار دیا ہے تاکہ غریبوں کے دلوں میں ان چیزوں کے حصول کی کوئی خواہش ہی پیدا نہ ہو۔ اور اس طرح جو روپیہ بچے وہ غریبوں کو دے دیا جائے۔

(نظامِ نو صـ ۹۱-۹۲)

آوازِ بلالؓ

آئی پھر کان میں آوازِ بلال اے ساقی
آج ہے موجِ ہَوا موجِ جمال اے ساقی

عرش سے اُترا جواب اس کا مسیحِ موعود
تھا مسلمان سراپائے سوال اے ساقی

گر نہیں مدِّ نظر اس کو مرے دل کا شکار
پھر بچھاتا ہے وہ کیوں حُسن کے جال اے ساقی؟

دے سکے گا کوئی کیا اس کے مسیحا کو صلیب
یہ فریسی ہیں بڑے خام خیال اے ساقی

صاحبِ قال ذرا گرم تو کر سکتا ہے
پھونک دیتا ہے مگر صاحبِ حال اے ساقی

جس میں بھٹکا ہے وہ وادی ہے تمنّاؤں کی
دام سے اپنے نکلنا ہے محال اے ساقی

واعظِ شہر جو کذّاب ہُوا ثابت
یہ ہے تکذیبِ مسیحا کا مآل اے ساقی

تیرے جلووں کے سوا اس کی ہے تنویر کیا؟
شعر بس اس کا ہے معراجِ کمال اے ساقی!

ثاقب

افغانستان میں عبرانی کتبات کی دریافت

اور

ان کی اہمیّت

از مکرم مرزا نصیر احمد صاحب (شاہد) جامعہ احمدیہ ربوہ

(قسط نمبر ۲)

(۴)

افغانستان میں اس وقت پانچ بڑی قومیں سکونت رکھتی ہیں:۔
۱۔ افغان ۔ ۲۔ ہزارہ ۔ ۳۔ ازبک
۴۔ تاجک ۔ ۵۔ ترکمان

ان پانچوں قبائل کی مجموعی آبادی افغانستان کی حکومت کے اعلان کے مطابق ۱۵،۶۶۲۰۱ (ایک کروڑ ستاون لاکھ چھیاسٹھ ہزار دو سو ایک) ہے۔ آبادی کا یہ نقشہ حکومت کے محکمہ کارتوگرافی کی طرف سے چند سال پیشتر چھپوایا گیا ہے۔ محکمہ تعلیم کی طرف سے سکول کے بچوں کے لئے شائع شدہ نصابی کتب کے مطابق ان پانچوں قبائل کا اجمالی تعارف درج ذیل ہے:۔

(ا) "پشتونہا: یکی از نژادہائے و باستانی افغانستان پشتونہا اند .... از روئے اسناد و منابع داخلی و خارجی تقریباً شصت فی صد نفوس افغانستان را پشتونہا تشکیل میدہند .... نژاد پشتونہا قطعاً آریائی است۔ سہ طائفہ معروف آن ابدالی و غلزئی و کرلانی است"

(یعنی افغان (یا پٹھان) افغانستان کے قدیم ترین اصلی باشندے ہیں۔ اور اندرونی اور بیرونی شہادتوں کی روشنی میں افغانستان کی ۶۰ فیصد آبادی افغانوں پر مشتمل ہے۔ افغان یا پٹھان لوگ قطعی طور پر آریائی نسل سے ہیں۔ جن کے تین بڑے قبیلے ابدالی اور غلزئی اور کرلانی ہیں)

(ب) "تاجیکہا: دیگر از نژادہائی آریائی قدیم و تاریخی افغانستان تاجیکان میباشند کہ در نواح بلخ، بدخشان تخار، غرجستان، پروان و سیستان زندگانی می نمائند۔ تاجیکہا از نژاد آریائی اصیل و قدیم افغانستان میباشند"

(یعنی تاجک قبائل بھی افغانستان کے قدیم تاریخی اور آریائی نسل کے لوگ ہیں جو بلخ کے نواح میں نیز بدخشان، تخار، غرجستان، پروان اور سیستان میں سکونت پذیر ہیں۔ تاجک قبائل افغانستان کے اصلی آریائی نسل کے لوگ ہیں)

(ج) "ازبکہا و ترکمان ہا: در نواح شمال و شمال غرب افغانستان زندگی می نمائند ہر دو قبیلہ از نژاد مخلوط آریائی شمالی تورانی اند"

(یعنی ازبک اور ترکمان افغانستان کے شمال اور شمال مغربی حصہ میں رہائش پذیر ہیں اور ہر دو قبیلے تورانی اور آریائی مخلوط نسل سے ہیں۔)

(د) "ہزارہ ہا: جماعت دیگر از ساکنان افغانستان کہ در نواحی بامیان و منطقہ مرکزی افغانستان، سکنی دارند"

یعنی یہ لوگ بامیان کے علاقہ نیز افغانستان کے وسطی علاقہ میں رہائش پذیر ہیں

(نوٹ: یاد رہے کہ "ہزارہ" وہ لوگ ہیں جو منگول اقوام کی نسل سے ہیں یہ لوگ چنگیز خان کے حملوں کے وقت تاتاریوں کے ساتھ یہاں آئے اور پھر یہیں رہ پڑے ان لوگوں کی وضع قطع افغانستان کے دوسرے لوگوں سے بالکل جدا ہے اور آسانی سے شناخت کر لی جاتی ہیں۔ یہ لوگ بامیان اور غور میں رہائش پذیر ہیں اور تجارتی میدان میں یہ لوگ بہت آگے ہیں۔)

ان پانچ قبائل کے علاوہ ایک اور قبیلہ بھی ہے۔ جن کو نورستانی کہا جاتا ہے یہ لوگ اس علاقہ کے رہنے والے ہیں جو پہلے کافرستان کہلاتا تھا۔ جس کا کچھ حصہ پاکستان کے شمال مغربی سرحدی حصہ میں شامل ہے اسلام لانے کے بعد ان کا نام نورستانی رکھا گیا ہے۔ ان کے متعلق بھی لکھا ہے کہ

"دیگر از طوائف آریائی افغانستان نورستانی ھا میباشند"

یعنی نورستانی بھی دراصل آریائی نسل کے ہی لوگ ہیں۔

مندرجہ بالا سطور سے یہ بات واضح ہو گئی سوائے "ہزارہ" قوم کے جو کہ مسلمہ طور پر منگول نسل کے لوگ ہیں باقی تمام قبائل کے متعلق موجودہ افغانوں کا نظریہ یہی ہے کہ وہ آریائی نسل سے تعلق رکھتے ہیں ان کے علاوہ کچھ بلوچ بھی افغانستان میں سکونت پذیر ہیں۔ ان کے متعلق بھی یہی لکھا ہے کہ وہ بھی آریائی نسل سے ہیں۔

افغان مصنفین کا تمام تر زور اسی بات پر ہے کہ اس کا قدیمی نام "آریانا" تھا۔ اور یہی نام آج کل مقبول بنایا جا رہا ہے۔ چنانچہ ماہنامہ آریانا (فارسی)،

آریانا افغان ایر لائنز، آریانا ہوٹل آریانا بائیسکل، انسائیکلو پیڈیا آریانا وغیرہ سب ناموں کی یہی بنیاد ہے۔

ان کے خیال کے مطابق اس ملک کا نام "افغانستان" پہلی بار احمد شاہ درانی (۱۷۴۷ تا ۱۷۷۳ء) کے زمانہ میں متعارف ہوا اس سے پہلے اس ملک کو آریانا، پکتیا، خراسان، پشتون خوار اور روہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا "ARYANA OR ANCIENT AFGHANISTAN" مصنفہ محمد علی شائع کردہ انجمن تاریخ افغانستان کابل)

(۵)

دوسرا سوال یہ ہے کہ افغان محققین بنی اسرائیل کی ہجرت، ان کے مشرقی ممالک میں انتشار اور خود افغانستان میں ان کی آمد کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں۔

کتاب "تاریخ افغانستان" مصنفہ احمد علی کہزاد سابق ڈائریکٹر کابل میوزیم و صدر انجمن تاریخ افغانستان) جلد اول صفحہ ۲۹ پر بنی اسرائیل کی جلاوطنی اسیری اور ان کی میدو فارس میں آبادی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے زائد کسی قسم کی روشنی نہیں ڈالی گئی۔

قدیم تاریخی کتب جو مسلمان مورخوں کی تصنیف شدہ ہیں۔ مثلاً حدود العالم، البلدان، جغرافیائے تاریخی انسائیکلو لڈ احسن التقاسیم اور طبقات ناصری میں اسبات کا واضح ذکر ہے کہ افغانستان کے بعض شہروں مثلاً بلخ، میمنہ، ہرات اور غور میں یہودی آباد تھے۔ بلخ میں ایک مخصوص یہودیوں کا محلہ تھا۔ جس کو باب الیہود کہا جاتا تھا۔ میمنہ جو آج افغانستان کے ایک چھوٹے سے صوبہ فاریاب کا دار الحکومت ہے۔ اس کا قدیم نام ہی یہودیہ تھا جو کچھ عرصہ قبل بدل کر میمنہ رکھ دیا گیا ہے طبقات ناصری مصنفہ منہاج الدین سراج جوزجانی میں ایک واقعہ کا ذکر ہے کہ ہارون الرشید (۱۷۰ تا ۱۹۳ھ) کے عہد میں ایک بہت بڑا یہودی تاجر تھا جو بہت ہی تجربہ کار اور جہاندیدہ شخص تھا اور بہت سے ملوک و سلاطین کے درباروں سے واقف اور شاہی درباروں کے آداب سے خوب آشنا تھا اس نے امیر بنجی نہاران سے جو کہ غور کی ایالت کا گورنر تھا ایک عہد لیا تھا اور وہ یہ کہ وہ یہودی تاجر امیر بنجی کو شاہی آداب سکھائے گا۔ تاکہ ان کی وساطت سے وہ دربار خلافت سے گورنری کا عہدہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے اور اس کے معاوضہ میں امیر بنجی غور کی سلطنت میں ہر اس مقام پر جہاں یہودی سکونت پذیر ہونا چاہیں ان کو اجازت دے گا اور آباد کرے گا۔ بعد میں اس کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ملتا کہ آیا واقعی یہودیوں کو ایسا کرنے کی اجازت ملی بھی تھی یا نہیں۔ تاہم اس سے اتنا ضرور ثابت ہو جاتا ہے کہ غور اور اس کے نواحی علاقوں میں یہودی آباد ضرور تھے۔ افغان مورخین اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہودی واقعتاً افغانستان میں موجود رہے ہیں۔ مگر یہ حقیقت کہ انہوں نے اس ملک کے تہذیب و تمدن پر کوئی اثر ڈالا یا کسی قسم کا اثر قبول کیا اس سے موجودہ افغان مورخین انکار کرتے ہیں ان کا نظریہ ہے کہ بنی اسرائیل کا افغانستان کے کلچر میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ وہ باقی قوموں سے بالکل الگ تھلگ زندگی گذارنے کے عادی تھے اور کسی سے کوئی میل جول نہ رکھتے تھے۔ دوسرے انہوں نے افغانستان میں کوئی باقاعدہ یا مستقل قسم کی colonies تعمیر نہیں کیں۔ چنانچہ ایک تازہ تصنیف "افغانستان بعد از اسلام" مصنفہ پروفیسر عبدالحی حبیبی (صدر شعبہ تاریخ کابل یونیورسٹی و صدر انجمن تاریخ افغانستان) میں اسبات کا اظہار کیا گیا ہے کہ "جہودان (یہودیان نا قلان) از زمان قدیم در شہرہائی خراسان

اقلیت ہائے کوچکی داشتہ و بہ امور بازرگانی می پرداختند۔ و بامردم دیگر و ادیان دیگر ربطی و خلطی نداشتند"
(افغانستان بعد از اسلام جلد اول ص۲۰۶)

یعنی یہودی لوگ قدیم لوگ زمانوں سے چھوٹی چھوٹی اقلیتوں کی شکل میں خراسان کے بعض شہروں میں اپنی زندگی گزارتے رہے ہیں لیکن یہ یہودی دوسری قوموں کے لوگوں اور دوسرے مذاہب سے کسی قسم کا رابطہ یا میل جول نہیں رکھتے تھے۔ گویا مصنف کے نزدیک اسرائیلیوں نے ان ممالک کے لوگوں اور ان کی تہذیب و تمدن پر کسی قسم کا اثر نہیں ڈالا اور نہ ہی کسی قسم کا اثر قبول کیا۔ اور وہ بالکل گوشہ گمنامی میں تنہائی کی زندگی گزارتے رہے چنانچہ مصنف عبد الحی حبیبی صاحب سے جب راقم الحروف نے ۱۹۶۳ء کے اگست میں ملاقات کی تو دوران گفتگو میرے اس سوال کے جواب میں کہ غور سے دریافت ہونے والے کتبوں کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ یہ دراصل یہ کتبے کسی ایک جگہ پر نہیں ہیں۔ یہودی کسی ایک جگہ پر مستقل ڈیرہ نہیں لگاتے تھے۔ دوسرے یہ کتبے ایسی جگہوں سے ملے ہیں جہاں آبادی مشکل سے ہو سکتی ہے۔ یہ کتبے دراصل ایک تنگ درے سے دریافت ہوئے ہیں جو قدیم زمانے میں یہودی قافلوں کی گزرگاہ رہا ہے یہودی خانہ بدوشوں کی طرح نقل مکانی کرتے رہتے تھے اور سفر کے دوران جب کوئی مر جاتا تو اس کے متعلق بعض الفاظ کسی چٹان یا پتھر پر کندہ کر دیتے تھے چنانچہ یہ یہودی قافلوں کی یادگاریں ہیں یہ حالانکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر مقالہ میں اس پر روشنی ڈالی جائے گی۔

اب ہم مضمون کے اس حصے کی طرف آتے ہیں جو اس کا اصل عنوان ہے اور وہ ہے افغانستان کی سرزمین سے یہودی کتبوں کی دریافت۔ جنہوں نے تاریخ کے بہت سے مسائل کو حل کر دیا ہے جیسا کہ سطور بالا میں طبقات ناصری سے ایک حوالہ نقل کیا گیا ہے۔ اس کی بناء پر بعض علماء کا خیال تھا کہ غور کی سرزمین میں ایسے انکشافات کی توقع ہے جو یہودیوں کی افغانستان میں موجودگی پر کچھ نہ کچھ روشنی ضرور ڈالیں گے۔ جنگ عظیم دوم کے اختتام پر غور کے علاقہ سے ایک ایسا کتبہ ملا۔ جس کی تحریر تو عبرانی تھی مگر اس کی زبان فارسی تھی۔ بعض یورپی اور امریکی مستشرقین نے اس پر اپنے اختلافی مضامین لکھے۔ سب سے پہلے ایک فرانسیسی مستشرق آندرے ڈوپانٹ سومر (A Dupont Sommer) نے ۱۹۴۷ء میں ایک مضمون لکھا جس میں انہوں نے اس کو خالص عبرانی کتبہ قرار دیا اور بتایا کہ اس کی تاریخ تحریر ۷۴۹ء ہے۔ مگر بعد میں ایک اور فرانسیسی عالم۔ ایس ایم سٹرن (S. M. Stern) نے اس رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ یہ فارسی کتبہ ہے اور یہ کہ اس کی تاریخ تحریر ۷۴۹ء نہیں ہے تاہم اس نے تاریخ کے متعلق کسی نئی رائے کا اظہار نہ کیا۔ لیکن جب کتبہ کی فوٹو اور چربہ وغیرہ والٹر جے۔ فشل جو کہ کیلیفورنیا یونیورسٹی۔ برکلے (امریکہ) میں پروفیسر ہیں کے پاس پہنچا تو انہوں نے نئے سرے سے اس پر تحقیق کی اور بتایا کہ کتبہ بلاشبہ فارسی زبان میں ہے گو اس کی تحریر عبرانی حروف کی ہے لیکن اس کی تاریخ تحریر ۱۱۹۸ء ہے اس کتبہ کی دریافت نے تمام ماہرین آثار قدیمہ کی توجہ غور کی طرف پھیر دی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد غور کے قریب سے ہی چشت کے جنوب میں ایک پہاڑی درہ "تنگ ازاو" سے تین اور کتبے دریافت ہوئے۔ زبان ان کی بھی فارسی تھی مگر تحریر عبرانی ہی تھی۔ اس پر ایک برطانوی مستشرق W. B. Henning نے تحقیق کی اور اپنی معلومات کو دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔ (BSOAS XX ۱۹۵۷ء) یہ ۱۳۰۰ء کے کتبے ہیں۔

ماہرین آثار قدیمہ کو اب اس بات کا یقین ہو چکا تھا کہ غور کی سرزمین میں یہودیوں کی آبادیاں یقیناً رہی ہیں اور اگر مزید تحقیق کی جائے تو مزید ایسے نئے انکشافات متوقع ہیں۔ تاہم غور کی طرف باقاعدہ کوئی ایسی مہم نہ بھیجی گئی جو تحقیقات کرتی۔ البتہ افغانستان میں اٹلی کے محکمہ آثار قدیمہ کی طرف سے ایک مشن پہلے سے کام کر رہا تھا۔ مگر اس کا کام زیادہ تر قندھار اور غزنی میں جاری تھا۔

(باقی)

نقد و نظر

تنویر القلوب (ایڈیشن دوم)

مصنف۔ مرزا عبد الحق امیر جماعت ہائے صوبہ پنجاب نے اپنی کتاب تنویر القلوب کا نیا ایڈیشن بہت سے قیمتی اضافوں کے ساتھ ضیاء الاسلام پریس ربوہ سے چھپوا کر شائع فرمایا ہے۔ اس میں آپ کی وہ تقریریں جو آپ نے وقتاً فوقتاً جلسہ سالانہ میں سنائیں اور دیگر مضامین جمع کر دئے گئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنی تقاریر اور مضامین میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات کو سمو کر احباب کے لئے ایسا سامان مہیا کر دیا ہے جو ان کے لئے اشاعت اسلام میں محمد و معاون ثابت ہو سکتا ہے۔ اس حصہ میں ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۳ء کی تقاریر جو نہایت مفید موضوعات پر مبنی شامل کر دی گئی ہیں۔ جن دوستوں نے آپ کی تقاریر کو سنا اور مضامین کو پڑھا ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ تقاریر اور مضامین کس قدر مفید ہیں۔ ہماری رائے میں ہر دوست کی لائبریری ہی میں نہیں بلکہ دوسروں کو احمدیت کا پیغام سمجھانے کے لئے یہ مجموعہ بہت مفید ثابت ہوگا۔ چاہیئے کہ احباب اس کو خرید کر خود بھی مستفید ہوں اور دوسروں کو بھی مستفید کریں۔ یہ کتاب درسی تقطیع کے ۳۸۶ صفحات پر مشتمل ہے کاغذ اور لکھائی چھپائی عمدہ ہے۔ قیمت درج نہیں مصنف یا ربوہ کے کتب فروشوں سے حاصل کریں۔

عالمگیر زبانوں کا جلسہ

جلسہ سالانہ کے بابرکت موقعہ پر انشاء اللہ تعالیٰ شعبہ تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے زیر اہتمام

عالمگیر زبانوں کا جلسہ

منعقد ہوگا۔ اس جلسہ میں زیادہ سے زیادہ غیر ملکی زبانوں کی نمائندگی کی خاطر تمام ایسے غیر ملکی احمدی احباب نیز ایسے پاکستانی دوست جو کسی غیر ملک کی زبان پر عبور رکھتے ہوں اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مرکز میں تشریف لائیں ان سب کی خدمت میں گزارش ہے کہ از راہ کرم اپنے اسماء گرامی اور ایڈریس مندرجہ ذیل پتہ پر جلد از جلد ارسال کر کے مشکور فرمائیں۔

خاکسار منور شمیم خالد محاسب و مہتمم تحریک جدید
مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ۔ ربوہ

تقریب شادی

مورخہ ۴ دسمبر کو مکرم عزیز الرحمان صاحب ایم۔ ایس سی ایجا لوجی ابن محترم حافظ غلام حسین صاحب کی دعوت ولیمہ کا ان کے مکان واقع محلہ دار العلوم ربوہ میں اہتمام کیا گیا۔ جس میں بہت سے احباب و بزرگان سلسلہ شامل ہوئے۔ دعوت کے اختتام پر محترم مولانا نذیر احمد صاحب مبشر نے دعا کرائی۔ ان کا نکاح مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۶۳ء کو محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب فاضل لائلپوری نے بعوض آٹھ ہزار روپیہ حق مہر محترمہ ذکیہ بیگم صاحبہ ایم۔ ایس سی بی ایڈ بنت ڈاکٹر مبارک احمد صاحب پشاور کے ساتھ پڑھا تھا۔ بارات ربوہ سے پشاور گئی جہاں پر ۱ دسمبر کو تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔

مکرم عزیز الرحمٰن صاحب موصوف مبلغ مشرقی افریقہ مکرم حافظ محمد سلیمان صاحب اور مکرم حبیب الرحمان صاحب آف حبیب کلاتھ ہاؤس رحمت بازار ربوہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین

لازمی چندہ جات کے بقایا جات کی ادائیگی کیطرف فوری توجہ فرمائیے (ناظر بیت المال ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک زریں کارنامہ

مخالفین اسلام پر اتمام حجت

از مکرم محمد عبد الحق صاحب مجاہد گنج مغلپورہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتب میں مخالفین اسلام کے عقائد کا زبردست دلائل سے جس طرح ابطال کیا ہے اس کی مثال صفحہ عالم میں نہیں مل سکتی۔ کفر کی فوجیں اسلامی قلعہ پر حملہ آور تھیں مسلمان کہلانے والے اسلام کو چھوڑ کر دیگر مذاہب کی پناہ ڈھونڈ رہے تھے دشمن یہ نعرہ لگا رہا تھا کہ دنیائے زمین پر ایک بھی مسلمان دکھائی نہیں دے گا۔ غرض ے

ہر طرف کفر است جوشاں ہمچو افواج یزید
دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

کا نظارہ تھا ایسی حالت میں جب کہ قریب تھا کہ اسلام دنیا سے معدوم ہو جائے اللہ تعالیٰ نے اپنا اولو العزم موعود اور اپنا مصلح اسلام کی حفاظت کے لئے بھیجا۔ آپ نے مختلف مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کا حقیقی چہرہ انتہائی عمدگی کے ساتھ پیش فرمایا۔ دہریت کا رد پُر شوکت دلائل کے ذریعہ فرمایا کسر صلیب کے سلسلہ میں آپ کی خدمات ایک زریں کارنامہ ہے جس کا مخالفین کو بھی کھلے بندوں اعتراف کرنا پڑا۔ چنانچہ مولانا سید حبیب ایڈیٹر اخبار سیاست لاہور اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں۔

"مسلمانوں کو بہکانے کے لئے عیسائیوں نے دین حقہ اسلام اور اس کے بانی صلے اللہ علیہ وسلم پر بے پناہ حملے شروع کر دیئے جن کا جواب دینے والا کوئی نہ تھا ..... مرزا غلام احمد صاحب اس میدان میں اترے ..... اس وقت آریہ اور مسیحی مبلغ اسلام پر بے پناہ حملے کر رہے تھے۔ اکے دُکے جو عالم دین بھی کہیں موجود تھے وہ ناموس شریعت حقہ کے تحفظ میں مصروف ہو گئے مگر کوئی زیادہ کامیاب نہ ہوا۔ اس وقت مرزا غلام احمد صاحب میدان میں اترے اور انہوں نے مسیحی پادریوں اور آریہ اپدیشکوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف سے سینہ سپر ہونے کا تہیہ کر لیا مجھے یہ کہنے میں ذرا باک نہیں کہ مرزا صاحب نے اس فرض کو نہایت خوش اسلوبی سے ادا کیا اور مخالفین اسلام کے دانت کھٹے کر دیئے اسلام کے متعلق ان کے بعض مضامین لا جواب ہیں۔" (تحریک قادیان صفحہ ۲۱۰)

مولوی ظفر علی صاحب نے لکھا۔

"ہندو اور عیسائی مذہبوں کا مقابلہ مرزا صاحب نے نہایت قابلیت کے ساتھ کیا آپ کی تصانیف "سرمہ چشم آریہ" چشمہ مسیحی وغیرہ آریہ سماجیوں اور مسیحیوں کے خلاف نہایت اچھی کتابیں لکھی ہیں" (زمیندار ۱۲ نومبر ۱۹۲۳ء)

خواجہ حسن نظامی نے لکھا۔

"مرزا غلام احمد صاحب اپنے وقت کے بہت بڑے فاضل بزرگ تھے۔ آپ کی تصانیف کے مطالعہ اور آپ کے ملفوظات کے پڑھنے سے بہت فائدہ پہنچ رہا ہے اور ہم آپ کے تبحر علمی اور فضیلت و کمال کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔" (منادی ۱۹۳۰ء)

سید ابو الحسن ندوی نے لکھا

"مرزا صاحب کی حوصلہ مند طبیعت اور دور بین نگاہ نے اس میدان کو اپنی سرگرمیوں کے انتخاب کیا انہوں نے ایک بہت بڑی ضخیم کتاب کی تصنیف کا بیڑہ اٹھایا ہے جس میں اسلام کی صداقت قرآن کے اعجاز اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو بدلائل عقلی ثابت کیا جائے گا اور بیک وقت مسیحیت سناتن دھرم۔ آریہ سماج اور برہمو سماج کی تردید ہوگی۔ انہوں نے اس کتاب کا نام براہین احمدیہ تجویز کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے بہت سے علمی و دینی حلقوں میں اس کتاب کا پرجوش استقبال کیا گیا: حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب بہت صحیح وقت پر شائع ہوئی تھی۔ مرزا صاحب اور ان کے دوستوں نے اس کی تشہیر و تبلیغ بھی بہت جوش و خروش سے کی تھی۔ اس کتاب کی کامیابی اور اس کی تاثیر کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ اس میں دوسرے مذاہب کو چیلنج کیا گیا تھا اور کتاب جواب دہی کی بجائے حملہ آورانہ انداز میں لکھی گئی تھی۔ اس کتاب کے خاص معترفین اور پرجوش تائید کرنے والوں میں مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ انہوں نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں اس پر ایک طویل تبصرہ یا تقریظ لکھی جو رسالہ کے چھ نمبروں میں شائع ہوئی اس کتاب کو بڑے شاندار الفاظ میں سراہا گیا اور اس کو عصر حاضر کا ایک علمی کارنامہ اور تصنیفی شاہکار قرار دیا گیا۔"

(قادیانیت صفحہ ۵۴ طبع اوّل)

نئے سہ سالہ انتخابات عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ

از یکم مئی ۱۹۷۱ء تا ۳۰ اپریل ۱۹۷۴ء

جملہ جماعت ہائے احمدیہ کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کے موجودہ سہ سالہ تقرر کی میعاد ۷۱ - ۷۰ء کو ختم ہو رہی ہے۔ آئندہ تین سالوں (۷۲ - ۷۱ء تا ۷۴ - ۷۳ء) کے لئے عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کے انتخابات جلد از جلد کروائے جانے مطلوب ہیں۔ جس کے لئے ۱۵ - ۷۱ء کی میعاد مقرر کی جاتی ہے۔ اس میعاد کے اندر اندر تمام عہدیداران کے انتخابات ہو کر نظارت علیا میں پہنچ جانے چاہئیں تاکہ ضروری کارروائی کے بعد بر وقت منظوری دی جا سکے۔

ضروری وضاحت = بعض جماعتیں یہ لکھ دیتی ہیں کہ ہماری جماعت کے سابقہ عہدیداران ہی رہنے دیئے جائیں۔ یہ طریق درست نہیں۔ تمام عہدیداران کے از سر نو انتخابات ہونے چاہئیں۔ جن عہدوں پر ۷۱ - ۷۰ء کے لئے اب منظوریاں دی جا رہی ہیں۔ ان عہدوں پر آئندہ میعاد میں تقرر کے لئے بھی نیا انتخاب ہونا ضروری ہے۔

انتخابات کی رپورٹیں نظارت علیا میں آنی چاہئیں بعض جماعتیں یہ رپورٹیں دوسری نظارتوں یا دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھجوا دیتی ہیں ایسا نہیں ہونا چاہئیے۔ کیونکہ اس طرح انتخابات پر کارروائی بر وقت نہیں ہو سکتی اور منظوری بھجوانے میں تاخیر ہو جاتی ہے۔ ایسے احباب جو موصی ہوں اور کسی عہدہ کے منتخب ہوگئے ہوں ان کے نام کے ساتھ لفظ موصی اور ان کا وصیت نمبر ضرور درج کیا جائے تاکہ ان کے بقایا وصیت کے متعلق تحقیق کرنے میں دقت نہ ہو اور ان کی منظوری بھجوانے میں تاخیر نہ ہو۔ جو منتخب شدہ عہدیداران غیر موصی ہوں ان کے متعلق مقامی سیکرٹری مال کی طرف سے یہ تصدیقی رپورٹ انتخابی رپورٹ کے ساتھ ضرور شامل ہونی چاہئیے کہ وہ بقایا دار نہیں ہیں۔

صدر موصیان کے انتخابات کی میعاد بھی ۷۱ - ۷۰ء کو ختم ہو رہی ہے۔ جملہ ایسی جماعتیں جن میں مجالس موصیان قائم ہیں یا قائم ہو سکتی ہیں وہ اس امر کو نوٹ فرمالیں کہ صدر، نائب صدر مجلس موصیان کے انتخابات حسب قواعد کروا کر براہ راست مکرم سیکرٹری صاحب مجلس کارپرداز کی خدمت میں بھجوا دیئے جائیں۔

جن جماعتوں کے پاس انتخابات کروانے سے متعلق قواعد و ضوابط کی کتاب موجود نہ ہو وہ نظارت علیا سے بذریعہ وی پی منگوا سکتے ہیں اس کی قیمت مع محصول ڈاک دو روپے پانچ پیسے ۲/۰۵ ہے۔

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے (مینیجر الفضل)

جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں مکتبہ لیسرنا القرآن گولبازار سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تمام کتب مل سکتی ہیں

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تا کہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرما دیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں بلکہ یہ مسل نمبر ہیں وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کنندگان/سیکرٹری صاحبان مال/سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل ۲۰۲۴۱

میں امۃ الحفیظ بیگم زوجہ ایس ناصر الدین سامی صاحب قوم سامی پیشہ خانہ داری عمر ۳۷ سال پیدائشی احمدی ساکن مری ضلع راولپنڈی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ خاوند = ۱۰۰۰ روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ:۔ امۃ الحفیظ بیگم پوسٹ آفس سنی بنک مری۔

گواہ شد:۔ ایس ناصر الدین سامی خاوند موصیہ لوکل آڈٹ آفس مری۔

گواہ شد۔ دین محمد شاہد ایم۔اے مربی سلسلہ احمدیہ مری

مسل ۲۰۲۴۲

میں مبشر احمد خان ولد چوہدری نذیر احمد خان صاحب قوم جاٹ پیشہ تعلیم عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن دھیر کے کلاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت ۱۰۰/- روپے ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد: مبشر احمد خان C-108 ماڈل ٹاؤن لاہور۔

گواہ شد: محمود خالد گورایہ C-108 ماڈل ٹاؤن لاہور

گواہ شد۔ فضل احمد نائب ناظر تعلیم ربوہ

مسل ۲۰۲۴۳

میں بشریٰ بیگم زوجہ عبد الغفور صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال پیدائشی احمدی ساکن خوشاب ضلع سرگودھا بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

۱۔ زیورات طلائی وزنی ۱۰ تولے ۶ ماشے مالیتی = ۱۶۲۸ روپے

۲۔ حق مہر بذمہ خاوند ۲۰۰/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۲/- روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ بشریٰ بیگم C/O عبد الرحیم خان مکان 2953/A محلہ لہبرانوالہ خوشاب ضلع سرگودھا۔

گواہ شد۔ عبد الکریم صدر جماعت احمدیہ خوشاب ضلع سرگودھا

گواہ شد۔ عبد الرحیم خان خوشاب ضلع سرگودھا۔

مسل ۲۰۲۴۴

میں حمیدہ بیگم زوجہ غلام نبی صاحب قوم ولائیں پیشہ مزدوری عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔

حق مہر بذمہ خاوند ۳۲/- روپے

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔

اس وقت مجھے مبلغ ۳۰/- روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی رہوں گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ حمیدہ بیگم دار الصدر جنوبی ربوہ

گواہ شد۔ محمد رمضان کارکن خلافت لائبریری ربوہ

گواہ شد۔ محمد سلیمان اختر متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ

مسل ۲۰۲۴۵

میں شریف احمد ڈیڈھوی ولد حسین بخش صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر ۳۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کمرونڈی ضلع خیرپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۱۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے

۱۔ ایک مکان مالیتی ۲۰۰۰/- روپے

۲۔ ۶ ایکڑ زمین زرعی غیر آباد مالیتی ۱۵۰۰/- ″

۳۔ ۹ مرلے زمین ربوہ ۱۵۰۰/- ″

میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی

اس وقت مجھے مبلغ ۱۵۰/- روپے ماہوار آمد ہے میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد۔ شریف احمد ڈیڈھوی کمرونڈی P.O خاص ضلع خیرپور

گواہ شد۔ غلام احمد ظہور انسپکٹر بیت المال

گواہ شد۔ بشیر احمد اختر دوکاندار کمرونڈی ضلع خیرپور۔

زود جام عشق
ایک بے مثل اور لاثانی دوا ۱۶/-
طلاء اکسیر
زندگی اور حرارت کا سرچشمہ ۵/-
فولادی گولیاں
بہترین مقوی اعصاب دوا ۵/-
حب جواہر مہرہ قلب و دماغ اور روح کا ہمدرد رسائنی گولیاں ۳/-
حکیم نظام جان اینڈ سنز گوجرانوالہ

دفتر الفضل سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (مینیجر)

اتنی جلدی کیا پڑی ہے؟

وکالت مال کا ایک کارکن ایک جماعت میں سالِ نو کے وعدے حاصل کرنے کے لئے گیا تو ایک دوست نے کہا۔ اتنی جلدی کیا پڑی ہے؟ سو انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرنا اور اوّلین موقع پر ثواب حاصل کرنے کا جذبہ ہماری جماعت کا خاصا ہے۔ تحریک جدید جیسی الہامی تحریک اس جذبہ کو جماعت میں فروغ دینے کے لئے بڑی حد تک ممد و معاون ثابت ہوئی ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کی مالی قربانی کے ضمن میں جماعت کو بے شمار مرتبہ مسابقت کی رُوح دکھانے کی تلقین فرمائی ہے۔

چنانچہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا:۔

"نیکی میں جتنی جلدی کی جائے اتنا ہی ثواب زیادہ ہوتا ہے۔ خدا کے انعام پہلے اُس پر ہوں گے جو پہلے شامل ہوتا ہے۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تحریک جدید کے سینتیسویں سال کا اعلان امسال اواخر ماہ اکتوبر میں انصار اللہ کے اجتماع کے موقع پر فرما چکے ہیں۔ اس اعلان پر دو ماہ گزر جانے پر بھی کسی کا یہ کہنا کہ اتنی جلدی کیا پڑی ہے؟ اس امر پر دال ہے کہ کہنے والے دوست نے تحریک جدید کی رُوح سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ ہم میں سے ہر شخص اللہ تعالیٰ کے انعامات اوّلین موقع پر حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ تو اس کا تقاضا ہے کہ ہم نیکی بھی اوّل موقع پر بجا لانے کی کوشش کریں۔ وعدہ جات دیر سے پیش کرنے پر ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے فرمایا تھا:۔

"جو دوست وعدہ لکھوانے میں سستی سے کام لیتے ہیں وہ اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا جو فضل وہ پندرہ دن، ایک ماہ یا دو ماہ بعد میں لینا شروع کرتے ہیں اس فضل کے وارث وہ پندرہ دن، ایک ماہ یا دو ماہ پہلے کیوں نہیں بنتے؟"

پس مخلصین جماعت کو چاہیئے کہ وہ پہلے کی نسبت معقول اضافہ کے ساتھ وعدے پیش کریں اور جلد از جلد پیش کریں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید)

ضروری اعلان برائے لجنات

(۱) جلسہ سالانہ نزدیک آرہا ہے۔ اس سال بھی انشاء اللہ تعالیٰ سالانہ صنعتی نمائش لگائی جائے گی۔ ہر لجنہ کو چاہیئے کہ وہ اس میں ضرور حصہ لے۔

(۲) سوائے دُور کی لجنات کے یعنی کراچی، کوئٹہ، حیدر آباد سندھ وغیرہ کی باقی لجنات کو چاہیئے کہ وہ اپنا سامان ہمیں ۲۴ دسمبر کو پہنچا دیں۔

(۳) سامان لاتے وقت اس کی پیکنگ پلاسٹک کے لفافوں میں کر کے لائیں۔

میز پوش وغیرہ کی صورت میں سائز اور پھولوں کی تعداد بھی درج ہو۔ مگر چٹ پر قیمت خرید ہرگز نہ درج کریں۔ چٹ دھاگے کے ساتھ مضبوطی سے ٹانکی گئی ہو اور ان پر شہر کا نام ضرور لکھا ہوا ہو۔

(۴) انعامی مقابلہ میں شامل کرنے والی چیز پر بنانے والی کا نام ضرور لکھا ہو۔

(۵) جو چیزیں وقف ہوں اُن کی چٹوں پر بھی "وقف" لکھا ہو۔

(۶) پورے سامان کی تین لسٹیں بنوا کر لائیں۔

(نائب سیکرٹری نمائش)

وزیر آباد کے احباب

الفضل کا تازہ پرچہ ہمارے ایجنٹ ڈاکٹر ایس۔ ایم عبد اللہ صاحب ہاگورا ورکس وزیر آباد سے حاصل کریں۔ پرچہ گھر پر پہنچانے کا معقول انتظام ہے۔ (مینجر الفضل ربوہ)

ضرورت

تعلیم الاسلام انٹرمیڈیٹ کالج گھٹیالیاں میں پرنسپل کی اسامی کے لئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ امیدوار کم از کم ایم۔ اے اور تعلیمی و تدریسی تجربہ کا مالک ہو۔ تنخواہ ۵۰۰ روپیہ ماہوار ہوگی۔

خدمت خلق کا جذبہ رکھنے والے اور قومی ادارہ میں خدمت کرنے کے خواہشمند کو ترجیح دی جائے گی۔

درخواستیں ۷۰-۱۲-۲۵ تک مندرجہ ذیل پتہ پر آنی چاہئیں۔

مینجر
تعلیم الاسلام انٹرمیڈیٹ کالج گھٹیالیاں براستہ بدوملہی
ضلع سیالکوٹ

ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

ماہنامہ تحریک جدید کا دسمبر ۱۹۷۰ء کا شمارہ حوالہ ڈاک کیا جا چکا ہے۔ امید ہے ایک دو روز تک تمام خریدار صاحبان کو مل جائے گا۔ اگر کسی دوست کو پرچہ نہ ملے تو بیس تاریخ تک خط کے ذریعہ دوبارہ منگوا لیں۔

جن احباب کا چندہ ختم ہو چکا ہے وہ جلسہ سالانہ پر آتے ہوئے لیتے آویں تاکہ جنوری کا سالنامہ انہیں مل جائے اور آئندہ بھی پرچہ جاری رکھا جا سکے۔

(مینجنگ ایڈیٹر)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات

یعنی

ملفوظات

مکمل سیٹ دس جلدوں میں

ھدیہ:۔ ۸۰ روپے علاوہ محصولڈاک!

نوٹ:۔ جلد اوّل اس وقت سٹاک میں ختم ہے باقی نو جلدوں کی رعائتی قیمت ۷۲/۰ روپے ہے

الناشر:۔ الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ گولبازار ربوہ فون ۸۱

انٹرمیڈیٹ کے امتحانات ۱۲ مئی کو شروع ہونگے

لاہور ۸ دسمبر۔ ثانوی تعلیمی بورڈ لاہور نے انٹرمیڈیٹ کے سالانہ امتحانات کیلئے ۱۲ مئی تاریخ مقرر کی ہے۔ داخلہ فارم داخل کرنے کے لئے یکم جنوری کی تاریخ مقرر کی گئی ہے۔ پانچ روپے لیٹ فیس کے ساتھ یکم فروری تک داخلہ فارم بھیجے جا سکتے ہیں۔ اس کے بعد ۱۲ اپریل تک ڈبل داخلہ فیس سے فارم بھیجے جا سکتے ہیں۔

بالکل نیا تحفہ
کاجل نور بصر آزمائیے!
تیار کردہ دواخانہ خدمت خلق
ربوہ

قرص نور محافظ جوانی جملہ شکایات کے لئے مفید قیمت فی شیشی پانچ روپے ناصر دواخانہ گولبازار ربوہ فون نمبر ۳۱۴ گول کچہری بازار لائلپور فون نمبر ۲۰۵۴

"میاں عطاء اللہ عربک سکالرشپ"

تعلیم الاسلام کالج عربی ایم۔اے کیلئے وظائف

یہ امر باعثِ مسرت ہے کہ مکرم و محترم محمد حسین صاحب ساجد پورٹ لینڈ (یو۔ایس۔اے) نے تعلیم الاسلام کالج کے عربی ایم۔اے کے لئے مبلغ چار صد روپیہ کے دو وظائف (ایک سال پنجم کے لئے اور ایک سال ششم کے لئے) اپنے نہایت محسن اور مشفق بزرگ محترم میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم و مغفور سابق امیر جماعتِ احمدیہ راولپنڈی کے نام سے جاری فرمائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

محترم میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم کا ذکرِ خیر کرتے ہوئے مکرم ساجد صاحب اپنے خط میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"حضرت میاں صاحبؓ مرحوم سے میرے تعلقات ۱۹۴۵ء سے تھے۔ احمدیت کی قبولیت تو اللہ تعالیٰ کا فضل محض تھا لیکن حضرت میاں صاحب سے میں نے صحیح اسلام اور محبتِ رسول اللہؐ سیکھی۔ حضرت میاں صاحب نے مجھے اپنے بیٹوں کی طرح جانا۔ بلکہ بعض بیٹوں سے بڑھ کر سلوک کیا۔ میں انہیں اباجی کہہ کر ہی پکارتا تھا۔ وہ میرے لئے ہر معنی میں مربّی تھے، کیا دینی لحاظ سے اور کیا تعلیم و تربیت کے نقطۂ نظر سے۔ اُن کا وجود میرے لئے کئی لحاظ سے قیمتی وجود تھا۔ نہ اُن کی محفل اور نہ اُن کا ساتھ کبھی چھوڑنے کو دل چاہا۔ میرے عزیز ترین دوست۔ میرے نہایت واجب الاحترام بزرگ میاں عطاء اللہ صاحبؓ تھے۔ اُن کی محفل، اُن کی خلوت تقویٰ کا دلآویز مکتب تھا۔ چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے آقائے دوجہاں صلے اللہ علیہ وسلم کے پُرنور اخلاق کا تذکرہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس روایات جو انہوں نے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خود سُنی ہوئی تھیں اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کے حسن و احسان کا تذکرہ وردِ زبان رہتا۔ آخری سالوں میں بہت رقیق القلب ہو گئے تھے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ذکر پر آبدیدہ ہو جاتے اور آواز بھرّا جاتی تھی۔ ربوہ جانے کے ذکر پر اکثر کہا کرتے "نہ مجھ سے یہ نہ ہو سکے گا اپنے آقا کے مزار ...." (رقّت کی وجہ سے فقرہ بھی پورا نہ ہو پاتا تھا)

اباجان کی جدائی مجھے ذہنی طور پر تنہا چھوڑ گئی ہے۔ اب نہ کوئی استاد ہے نہ دوست نہ مشفق نہ غمخوار نہ سرپرست۔ اپنے خاندان میں ابھی تک اکیلا احمدی ہوں۔ میاں صاحب سے ہی واقفیت تھی اور اب سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خال خال لوگ ہی میرا نام جانتے ہوں گے وہ بھی میرے اباجی کی وجہ سے۔ زبان ترس گئی ہے کہ کسی سے ہم سخن ہو سکوں۔ مرضئ مولا جب تک ان کا وجود اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہمارے لئے مفید تھا یا ہم قدر کر سکے وہ ہم میں موجود رہے۔ اللہ تعالیٰ کو جب منظور ہوا اپنے پاس بُلا لیا۔ اب انشاء اللہ وہیں ملاقات ہوگی اور پھر نہ بچھڑیں گے۔"

یہ وظائف اُن طالب علموں کو دیئے جائیں گے جو عربی ایم۔اے کلاس کے قابل ترین طلباء ہوں لیکن گورنمنٹ کے وظیفہ کی حد سے نیچے رہ گئے ہوں۔ سال پنجم میں یہ وظیفہ اس طالب علم کو دیا جائے گا جس نے بی۔اے کے گزشتہ امتحان میں عربی کے مضمون میں سب سے زیادہ نمبر لئے ہونگے اور سال ششم میں یہ وظیفہ اسے دیا جائے گا جس نے سال پنجم کے دوران کالج کے ہاؤس ٹیسٹوں میں میزان میں سب سے زیادہ نمبر لئے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ محترم محمد حسین صاحب ساجد کو اِس مالی قربانی پر بہترین جزاء عطا فرمائے اور اسی طرح احمدیت کے اس جانباز سپاہی پر بھی بیشمار رحمتوں اور افضال کی بارشیں برسائے جن کے اسمِ گرامی سے اِن وظائف کو منسوب کیا گیا ہے یعنی محترم میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم و مغفور جو عربی زبان و ادب اور دیگر علوم اسلامیہ سے گہرا شغف رکھتے تھے۔ بلکہ کینیڈا کے قیام کے دوران انہوں نے خاکسار راقم الحروف کے نام بذریعہ پرائیویٹ تیاری عربی ایم۔اے پاس کرنے کی خواہش کا بھی اپنے خط میں اظہار کیا تھا۔

تمام احبابِ جماعت اور بزرگانِ سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ محترم میاں عطاء اللہ صاحب مرحوم و مغفور کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ کریم انہیں اعلیٰ علّیین میں بلند سے بلند مراتب عطا فرمائے۔ اسیطرح مکرم و محترم محمد حسین صاحب ساجد کو بھی اِس کارِ خیر پر بہترین جزاء عطا فرمائے اور اپنے فضلوں اور رحمتوں کے دروازے ان پر کھولے آمین۔ جماعت کے دوسرے مخیر احباب سے بھی درخواست ہے کہ وہ عربی زبان کی حوصلہ افزائی کیلئے اِس قسم کے وظائف کا اجراء فرمائیں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

(صدر شعبہ عربی تعلیم الاسلام کالج ربوہ)

مشرقی پاکستان میں ۱۵۳ نشستوں پر انتخابات مکمل ہوگئے

مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ نے ۱۵۱ اور مغربی پاکستان میں پیپلز پارٹی نے ۸۱ نشستیں حاصل کر لیں

لاہور ۱۱ دسمبر۔ ملک میں بالغ رائے دہی کی بنیاد پر ہونے والے قومی اسمبلی کے انتخابات میں دو پارٹیوں عوامی لیگ اور پیپلز پارٹی نے واضح اکثریت حاصل کر لی ہے اب تک موصول ہونے والے غیر سرکاری نتائج کے مطابق مشرقی پاکستان کی ۱۵۳ نشستوں پر انتخاب مکمل ہو گیا ہے جن میں سے ۱۵۱ نشستیں صرف عوامی لیگ نے حاصل کی ہیں باقی دو نشستوں میں سے ایک پاکستان جمہوری پارٹی کے سربراہ مسٹر نورالامین نے اور دوسری نشست آزاد امیدوار نے حاصل کی۔ مشرقی پاکستان میں جماعت اسلامی نے ایک بھی نشست حاصل نہیں کی۔ مغربی پاکستان میں پیپلز پارٹی کو واضح اکثریت حاصل ہوئی ہے اس نے ۸۱ نشستیں جیتی ہیں:

فیروز خاں نون انتقال کر گئے

لاہور ۱۰ دسمبر۔ پاکستان کے ایک سابق وزیر اعظم ملک فیروز خاں نون کل یہاں طویل علالت کے بعد اپنی رہائش گاہ نون ایونیو میں انتقال کر گئے وہ ۱۹۶۱ء سے علیل چلے آرہے تھے۔ حال ہی میں ان پر نمونیا کا حملہ ہوا جس سے وہ بچ نکلے لیکن ان کی صحت انتہائی کمزور ہو گئی۔ ان کا انتقال بعد دوپہر ایک بجکر ۴۵ منٹ پر ہوا۔ مرحوم نے اپنے پیچھے ایک بیوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ ان کی عمر ۷۷ سال تھی۔ مرحوم کی نماز جنازہ نون ایونیو میں آج صبح دس بجے پڑھی جائے گی اور بعد میں انہیں ان کے آبائی گاؤں نورپور نون ضلع سرگودھا میں سپرد خاک کیا جائے گا۔ ملک فیروز خاں نون ۱۸۹۳ء میں ضلع سرگودھا کی تحصیل خوشاب کے گاؤں حاموکے میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد وہ پنجاب پراونشل لیجسلیٹو اسمبلی کے ممبر پاکستان آئین ساز اسمبلی کے رُکن بنے یہ اسمبلی ۱۹۵۶ء میں قومی اسمبلی بن گئی۔ وہ مشرقی پاکستان کے پہلے پاکستانی گورنر بنے۔ ۱۹۵۶ء سے ۱۹۵۷ء تک وہ پاکستان کے وزیر خارجہ رہے اور ۱۹۵۷ء میں ملک کے وزیر اعظم بن گئے اور اکتوبر ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء کے نفاذ تک وزیر اعظم رہے۔ ۱۹۵۸ء کے بعد وہ سیاست سے ریٹائر ہو گئے اور سرگودھا میں اپنی شوگر مل چلاتے رہے۔ اسی دوران انہوں نے اپنی سوانح حیات لکھی۔ انہوں نے چار اور کتابیں بھی لکھی ہیں۔

طالبات جماعت دہم نصرت گرلز ہائی سکول کیلئے ضروری اعلان

نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کی جماعت دہم کی طالبات میٹرک کے امتحان کے لئے داخلہ فیس ۱۳، ۱۴، ۱۵ دسمبر ۱۹۷۰ء کو دس بجے سے بارہ بجے تک سکول حاضر ہو کر جمع کروا دیں۔ نیز پرائیویٹ طالبات جو نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ کی معرفت داخلہ بھجوانا چاہیں ان کے لئے بھی فیس جمع کروانے کی یہی تاریخیں ہیں۔

(ہیڈ مسٹریس نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ)

(رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴)